27

مومن کو اپنی ذات میں بھی معجزات دیکھنے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اسے نیا یقین اور نئی معرفت حاصل ہو

دعائیں کرنے، درود پڑھنے اور ذکرِ الٰہی کرنے کی عادت ڈالو اور تقوٰی و طہارت اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو

(فرمودہ 13 جولائی 1956ء بمقام مری)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''میں نے ایک گزشتہ خطبہ جمعہ میں جو ابھی چند دن ہوئے پڑھا تھا بیان کیا تھا کہ سورۃ فاتحہ ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ میرے اس خطبہ کے بعد تحریک جدید کے چندہ کے متعلق مختلف جماعتوں کی طرف سے جو رپورٹیں آئی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو اپنے وعدے پورا کرنے کی خاص طور پر توفیق عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ آج کی رپورٹ میں لکھا تھا کہ جس طرح جولائی کے

مہینہ میں دوستوں نے تحریک جدید کے وعدوں کی ادائیگی کی طرف توجہ کی ہے اگر اسی طرح انہوں نے اگست میں بھی توجہ کی تو ہمیں امید ہے کہ ہم اگست کے آخر تک اپنے بجٹ کا تمام روپیہ پورا کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ اِسی طرح پاکستان سے باہر کی جماعتوں نے بھی اس چندہ میں خاص طور پر حصہ لیا ہے۔ چنانچہ اِس وقت تک نو سَو پاؤنڈ کے قریب بیرونی جماعتوں نے جمع کر دیا ہے اور ابھی بہت سی جماعتوں کے چندے ایسے ہیں جو اس میں شامل نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی اپنی جماعت کے کاموں کو سدھارتا ہے۔

لیکن جہاں مجھے دوستوں کی اِس توجہ سے خوشی ہوئی وہاں مجھے ایک رنج بھی پہنچا۔ آخر وہ لوگ جنہوں نے جولائی میں اپنے وعدے پورے کیے ہیں اُن کے پاس کوئی روپے تو جمع نہیں تھے۔ انہوں نے بہرحال اس کے لیے قرضے لیے ہیں۔ اگر ان کے پاس روپیہ جمع ہوتا تو وہ پہلے کیوں نہ دے دیتے۔ پس اب اِس ادائیگی کی وجہ سے اُن پر یقیناً قرض کا ایک بوجھ آ پڑا ہے۔ اس لیے میں نے پہلے بھی جماعت کے دوستوں کو بارہا توجہ دلائی ہے اور اب پھر توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اخراجات کو ایسے رنگ میں کم کرنے کی کوشش کریں کہ جماعتی چندے سہولت کے ساتھ ادا کرسکیں ورنہ کسی خاص مہینہ میں آ کر اپنے اوپر بوجھ ڈالنے کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ پانچ چھ مہینے اُس قرض کے ادا کرنے کی وجہ سے اپنے بیوی بچوں کی صحت کو خراب کر دیا جائے کیونکہ جو شخص کسی سے قرض لے کر چندہ دے گا اُس نے خود روپیہ پس انداز نہیں کیا ہو گا۔ اسے قرض خواہ چھوڑے گا نہیں۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ اُسے غیرمعمولی طور پر اپنے اخراجات کم کرنے پڑیں گے اور اِس طرح اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی صحت کو وہ نقصان پہنچائے گا۔ اگر اپنی آمد میں سے ہی وہ چندہ ادا کرنے کی کوشش کرتا اور غیرضروری اخراجات کو کم کر دیتا تو جلدی ادا کرنے کی وجہ سے اُسے ثواب بھی زیادہ ملتا اور قرض کی مصیبت سے بھی بچ جاتا۔ لیکن جب وہ قرض لے کر چندہ ادا کرتا ہے تو بیشک اس میں نیکی تو ہوتی ہے لیکن اسے ذلیل بھی ہونا پڑتا ہے۔ کیونکہ قرض دینے والا بعض دفعہ سختی پر اُتر آتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا قرض جلد واپس کرو۔ پھر بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو قرض لینے میں تو دلیر ہوتے ہیں مگر واپس کرنے میں سُست ہوتے ہیں۔ گو مومن ایسی حالت میں صبر سے کام لیتا

اور اپنے نفس پر تنگی برداشت کر کے خاموش ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ابھی ایک دوست نے لکھا ہے کہ مسجد ہیمبرگ کے لیے میں نے کچھ چندہ دیا تھا لیکن میں نے یہ نیت کی ہوئی تھی کہ ایک سَو پچاس روپیہ اَور بھی دوں گا اور یہ نیت میں نے اس لیے کی تھی کہ ایک دوست نے مجھ سے ایک سَو پچاس روپے قرض لیا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ وہ وصول ہو گئے تو مسجد ہیمبرگ کے لیے دے دوں گا۔ لیکن انہوں نے ادا نہ کیے۔ اِس ہفتہ میں مَیں نے سمجھا کہ مجھے ابھی سے اُن کا پیچھا کرنا چاہیے اور تنخواہ ملنے پر فوراً اُن کے پاس پہنچ جانا چاہیے تا کہ وہ روپیہ ادا کر سکیں۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا مگر جب میں وہاں پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی تنخواہ خرچ کر چکے ہیں۔ اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ کسی اَور دوست سے قرض لے کر مسجد کے لیے دے دوں تا کہ میں نے جو نیت کی ہوئی ہے وہ پوری ہو جائے۔ گویا اِس طرح ان پر دُہری مصیبت آ گئی۔ ایک طرف تو انہیں یہ کوشش کرنی پڑے گی کہ جس نے اُن سے قرض لیا تھا اُس سے وہ اپنا قرض وصول کریں اور دوسری طرف جس سے اب قرض لیں گے وہ ان کی گردن پر سوار ہو گا اور کہے گا کہ میرا قرض جلد ادا کریں اور اِس طرح خوامخواہ ان کی جان ہلکان ہو گی۔

پس اصل طریق یہی ہے کہ انسان اپنے اخراجات کو ایسے رنگ میں کم کرے کہ خودبخود بچت ہوتی چلی جائے اور وہ آسانی سے سلسلہ کے چندے ادا کر سکے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے بیوی بچوں کو بھی ساتھ شامل کیا جائے اور انہیں کہا جائے کہ میں نے اتنا خدا کا حق دینا ہے تم بھی میرا ساتھ دو اور مل کر اخراجات کو کم کرنے کی کوشش کرو تا کہ یہ بوجھ اُتر جائے۔

پھر اپنے اُن دوستوں تک بھی جو ابھی ہماری جماعت میں شامل نہیں یہ بات برابر پہنچاتے رہو کہ غیرممالک میں ہماری جماعت کے ذریعہ اسلام کی عظیم الشان خدمت ہو رہی ہے اور مساجد تیار کی جا رہی ہیں تم بھی مسلمان ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کرنا چاہتے ہو، اگر تم ثواب لینا چاہتے ہو تو تم بھی اس نیک کام میں شریک ہو جاؤ اور ہمیں چندہ دو تا کہ خدا کا نام بلند ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دنیا پر ظاہر ہو۔

میں نے دیکھا ہے بعض لوگ جب عمدگی سے اپنے دوستوں کو سمجھاتے ہیں اور اُن پر حقیقت واضح کرتے ہیں تو وہ اِس غرض کے لیے کافی روپیہ دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک دوست نے مساجد کے متعلق اپنے حلقۂ اثر میں تحریک کی تو تین چار دن کے اندر اندر چھ ہزار کے وعدے ہو گئے۔ پس اگر ہماری جماعت کے دوست انفرادی طور پر دوسروں کو تحریک کرتے رہیں تو اِس طرح بھی ہزاروں روپیہ آ سکتا ہے۔ ہاں! جماعتی طور پر مانگنا درست نہیں کیونکہ اِس طرح جماعت کی ذلت ہوتی ہے اور پھر ہوسکتا ہے کہ مولوی انہیں جوش دلا دیں یا وہ جماعت کو طعنہ دینے لگ جائیں۔ لیکن اگر ایک دوست اپنے دوست کو انفرادی طور پر تحریک کرے تو وہ بالکل اَور بات ہوگی۔ فرض کرو زید اپنے دوست کو تحریک کرتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ فلاں مسجد کے لیے چندہ ہو رہا ہے اگر تم نے بھی ثواب لینا ہے تو اس میں شریک ہو جاؤ تو چندہ مانگنے کا وہ خود ذمہ دار ہوتا ہے۔ وہ اس کو تو طعنہ دے سکتا ہے مگر سلسلہ کو نہیں دے سکتا اور سلسلہ کو بہرحال ہر قسم کے طعنہ سے بچانا ہمارے لیے ضروری ہے۔ اور اگر ذاتی طور پر وہ اسے کوئی طعنہ دے گا تو وہ اُسے کہہ دے گا کہ تم کوئی مسجد بنانے لگے تو مجھ سے چندہ لے لینا۔ مثلاً روس میں تم مسجد بناؤ گے تو اُس وقت میرے پاس بھی آ جانا میں بھی تمہیں چندہ دے دوں گا۔ لیکن اگر سلسلہ مانگے تو وہ طعنہ دے سکتا ہے بلکہ مخالف علماء بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ دعوٰی تو یہ کرتے ہیں کہ ہم ساری دنیا میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں لیکن روپیہ ہم سے بھی مانگ لیتے ہیں اور سلسلہ کو اُن کے طعنوں سے بچانا ضروری ہے ورنہ پاکستان کے مختلف دیہات میں جہاں جہاں بھی احمدی زیادہ ہیں اور وہاں مسجدیں ہیں اُن مسجدوں کے بنوانے میں احمدیوں نے ہی سب سے زیادہ حصہ لیا ہے۔

گزشتہ فسادات کے دنوں میں ہی لائلپور کے ضلع میں ایک واقعہ ہوا۔ ایک جگہ ہمارے ایک آسودہ حال احمدی تھے۔ انہوں نے مسجد بنوا دی۔ جب فساد ہوا تو تمام لوگ اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اُس احمدی سے کہا کہ ہم تمہیں اِس مسجد میں نماز نہیں پڑھنے دیں گے کیونکہ مولوی کہتے ہیں کہ تم کافر ہو۔ وہ کہنے لگا کہ جو تمہاری مسجد ہے خدا کی نہیں۔ اس مسجد میں مَیں بھی نماز پڑھنے کے لیے تیار نہیں۔ چنانچہ اُسی دن سے اُس نے گھر میں نماز پڑھنی

شروع کر دی۔ پولیس کے افسروں کو اِس بات کا علم تھا کہ یہ مسجد اس نے بنوائی ہے اور اب اس کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا جا رہا ہے۔ چنانچہ انہیں یہ بات بُری معلوم ہوئی اور انہوں نے مسلمانوں کو سمجھایا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم اس شخص کو نماز پڑھنے سے روک رہے ہو جس نے خود یہ مسجد بنوائی ہے۔ اب جاؤ اور اس سے معافی مانگو۔ چنانچہ وہ آئے اور انہوں نے معافی مانگی مگر اس نے پھر یہی کہا کہ جو مسجد تمہاری ہے خدا کی نہیں ہے اُس مسجد میں مَیں نماز پڑھنے کے لیے تیار نہیں۔ اِس پر دوسری دفعہ پھر تمام مسلمان اور پولیس کے بڑے بڑے افسر اس احمدی کے پاس گئے اور اسے کہنے لگے کہ ہم سارے مل کر آپ سے معافی مانگتے ہیں۔ آپ چلیں اور مسجد میں نماز پڑھیں۔

تو خدا تعالیٰ کے فضل سے جہاں بھی ہماری جماعت کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور وہاں مسجدیں بنتی ہیں اُن مسجدوں کے بنانے میں زیادہ تر حصہ ہماری جماعت کے افراد کا ہی ہوتا ہے۔ پس بیشک پہلے بھی ہماری جماعت کے افراد مساجد کی تعمیر میں حصہ لیتے رہتے ہیں لیکن اگر انفرادی طور پر کوئی شخص طعنہ دے تو اُسے ہماری جماعت کے دوست کہہ دیا کریں کہ جب تم کوئی مسجد بنانے لگو تو ہم سے چندہ لے لینا۔ اِس طرح فرد کو بھی طعنہ نہیں ملے گا اور جماعت کو بھی نہیں ملے گا۔ وہ کہے گا میں یہ چندہ تم سے ذاتی طور پر اپنی دوستی اور محبت کی بناء پر مانگ رہا ہوں اور دوسرا شخص بھی سمجھے گا کہ اس نے دوستی کے رنگ میں مجھ سے ایک چندہ مانگا ہے اور ساتھ ہی کہہ دیا ہے کہ اس کا بدلہ مجھ سے مانگنا میں تمہیں دینے کے لیے تیار ہوں۔ اس لیے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ غرض اگر ہماری جماعت کے دوست اِس طریق پر عمل کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ چار پانچ بلکہ چھ لاکھ روپیہ تک سالانہ اکٹھا ہوسکتا ہے اور ہماری جماعت ہر سال دو دو مسجدیں بھی یورپ میں بنا سکتی ہے۔

یورپ کے جو منظّم اور مشہور ملک ہیں وہ بیس بائیس ہی ہیں۔ لندن میں ہم پہلے ہی مسجد بنا چکے ہیں، ہالینڈ میں بھی بنا چکے ہیں، نیورمبرگ میں مسجد بنانے کی تجویز ہے۔ رہ گیا فرانس، سوئٹزرلینڈ، زیکوسلویکیا، آسٹریلیا اور اٹلی۔ یہ پانچ ملک ہیں جن میں ہم نے مساجد بنانی ہیں لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے اگر ہمارے احمدی دوست عقل سے کام کریں

تو میرے خیال میں پہلے سال ہی یہ پانچ مسجدیں بن سکتی ہیں اور صرف بارہ یا چودہ باقی رہ جاتی ہیں۔

پھر امریکہ کی باری آ جائے گی۔ امریکہ چونکہ ایک وسیع ملک ہے اس لیے اس میں شاید ایک ہزار مسجد کی ضرورت ہو گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب کوئی شخص کسی نیک کام کا آغاز کرتا ہے تو پھر اُس میں ایسی برکت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہی لوگ جو ابتدا میں اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے وہ خود بڑے شوق سے اس میں حصہ لینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ جب مسلمان مختلف اخبارات میں یہ خبریں پڑھیں گے کہ فلاں ملک میں بھی مسجد بن گئی ہے، فلاں ملک میں بھی مسجد بن گئی ہے اور انہیں بتایا جائے گا کہ تم نے تو تھوڑا سا چندہ دیا تھا باقی سب روپیہ ہم نے اپنے پاس سے دیا تھا اور اِس طرح یورپ میں بیس مسجدیں بن گئی ہیں۔ اب ایک سَو مسجد امریکہ میں بنانے کا ارادہ ہے تو وہ شخص جس نے پہلے صرف ایک روپیہ دیا تھا پھر تمہیں سَو روپیہ دینے کے لیے بھی تیار ہو جائے گا۔

میں نے دیکھا ہے پچھلے دنوں جب میں ولایت سے واپس آیا تو ایک سنار عورت نے دو ہزار روپیہ مجھے مساجد کے لیے بھجوا دیا۔ اُس سے میں نے سمجھا کہ مسجدیں چونکہ خدا کا گھر ہیں اِس لیے خدا خود لوگوں کے دلوں میں مساجد بنوانے کی تحریک پیدا کرتا رہتا ہے۔ یہی حال حج کا ہے۔ آجکل گیارہ بارہ سَو میں حج ہو جاتا ہے۔ مگر حج پر جانے والے اکثر غرباء ہی ہوتے ہیں۔ وہ امراء جو گیارہ گیارہ، بارہ بارہ سَو روپیہ ایک ایک پارٹی پر خرچ کر دیتے ہیں وہ حج کے لیے نہیں جاتے۔ جانے والے وہی ہوتے ہیں جو دال روٹی کھا کر گزارہ کرتے اور تھوڑا بہت روپیہ بچاتے رہتے ہیں یا اپنی بھینسیں فروخت کرتے ہیں، دوتہیاں[1] بیچتے ہیں، مکان اور زمین فروخت کرتے ہیں اور روپیہ لے کر حج کو چلے جاتے ہیں۔

پس وہی شخص جو آج مساجد کے لیے صرف ایک روپیہ دیتا ہے جب مسجدوں کی تصویریں شائع ہوں گی اور اخبارات میں چرچا ہو گا تو اگلی مساجد کے لیے وہ پہلے سے بہت زیادہ روپیہ دینے کے لیے تیار ہو جائے گا۔ اور جب اُسے بتایا جائے گا کہ اگر اُس نے معقول مقدار میں چندہ دیا تو اُس کا نام بھی مسجد پر لکھا جائے گا تو اُس کا شوق اَور زیادہ تیز ہو

جائے گا اور وہ چاہے گا کہ میں بھی اس میں حصہ لے کر اپنا نام ایک مستقل یادگار کے طور پر محفوظ کروا دوں۔ پس انفرادی طور پر دوسروں سے چندہ لینے کی کوشش کرنی چاہیے اور انہیں تحریص دلانی چاہیے کہ اگر تم معقول چندہ دو گے تو ہم مسجد بنوانے والوں سے لڑ جھگڑ کر تمہارا نام بھی مسجد پر لکھوانے کی کوشش کریں گے۔ پھر جب تم اُسے دکھاؤ گے کہ فلاں مسجد پر اتنے لوگوں کا نام لکھا ہوا ہے اگر تم روپیہ دو تو تمہارا نام بھی لکھوا دیا جائے گا تو وہ تمہیں ہزار روپیہ بھی آسانی کے ساتھ دینے کے لیے تیار ہو جائے گا کیونکہ لوگوں کے دلوں میں ایک شوق اور ایمان پایا جاتا ہے۔ سُستی صرف ہماری جماعت کے افراد کی ہے کہ وہ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے اور انہیں ایسے ثواب میں حصہ لینے کی تحریک نہیں کرتے۔

ہماری جماعت کے ایک بڑے تاجر ہیں۔ وہ 9 بھائی تھے جن میں سے سات آٹھ احمدی تھے اور ایک غیراحمدی تھے۔ ان کے غیراحمدی بھائی ہمیشہ مجھے قادیان میں آ کر ملا کرتے تھے۔ ایک دفعہ قادیان میں وہ مسجد مبارک میں مجھے آ کر ملے اور کہنے لگے کہ بڑی مصیبت ہے مبائعین اور غیرمبائعین کا آپس میں جھگڑا شروع ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ انسان کدھر جائے۔ میں نے کہا آپ کے لیے تو بڑی آسانی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے ایک رستہ کھول دیا ہے آپ شوق سے جائیں اور اُن کی بیعت کر لیں۔ آخر آپ کو کفر و اسلام اور نماز اور جنازہ وغیرہ کے مسائل کی وجہ سے ہی دِقّت پیش آ سکتی ہے سو یہ دِقّت مولوی محمد علی صاحب نے دور کر دی ہے۔ اب مصیبت کس بات کی ہے۔ آپ جائیں اور اُن کی بیعت کر لیں۔ اِس پر وہ ہنس کر کہنے لگے یہی تو مصیبت ہے ''ادھواڑے وچہ نہیں رہیا جاندا''۔ یعنی آدھے راہ میں کھڑے ہو جانے کو جی نہیں چاہتا۔ میں نے کہا جب آپ مانتے ہیں کہ وہ آدھا راستہ ہے تو سیدھی طرح اصل مقام پر ہی کیوں نہیں پہنچ جاتے۔ تو لوگوں کے دل ہمارے سلسلہ کی صداقت کو تسلیم کرتے ہیں صرف ہماری جماعت کے افراد کی یہ سُستی ہے کہ وہ اس جذبہ سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کرتے۔

آج ہی ایک غیراحمدی کا خط آیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے لیے پھانسی کی سزا تجویز ہوئی ہے اور ایک گڑھا کھودا گیا ہے جس میں مَیں

کھڑا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہیں مجھے پھانسی دی جائے گی اور لوگ مجھ پر مٹی ڈال کر چلے جائیں گے۔ میں خواب میں سخت ڈر رہا ہوں کہ اب کیا کروں۔ اِتنے میں مجھے دو گروہ نظر آئے۔ ایک غیر احمدیوں کا تھا اور ایک احمدیوں کا تھا۔ پہلے غیر احمدیوں کی طرف سے میرے پاس ایک آدمی آیا اور اُس نے کہا ہم تمہارے لیے دعا کرتے ہیں بشرطیکہ تم اس بات پر راضی ہو جاؤ کہ احمدیت کی طرف توجہ کرنا تم چھوڑ دو گے۔ اِس پر میرے دل میں کمزوری پیدا ہوئی اور میں نے کہا اچھا تم دعا کرو۔ چنانچہ انہوں نے بھی دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور میں نے بھی ہاتھ اُٹھا لیے مگر لمبے عرصہ تک دعا کرنے کے باوجود میں سمجھتا رہا کہ میری سزا اَب تک قائم ہے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ احمدی گروہ میں سے ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ کیا ہم تمہارے لیے دعا کریں کہ خدا تمہیں اِس مصیبت سے بچائے؟ میں نے کہا ضرور کریں۔ چنانچہ انہوں نے بھی دعا کے لیے ہاتھ اُٹھا لیے۔ وہ کہتے ہیں ابھی احمدیوں کو دعا کرتے ہوئے پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ میں نے دیکھا ایک سائیکل سوار اپنے سائیکل کو دوڑاتا چلا آ رہا ہے اور اُس کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے۔ جب وہ قریب پہنچا تو اس نے آ کر کہا کہ تمہیں بَری کر دیا گیا ہے۔

دیکھو! یہ خدا کا کیسا تصرّف ہے کہ اُس نے ایک غیر احمدی کو رؤیا کے ذریعہ بتا دیا کہ احمدیت سچی ہے۔ اب خواہ وہ کمزوری دکھا کر احمدیت کو قبول کرنے سے ہچکچائے اللہ تعالیٰ نے اس پر جو حقیقت کھول دی ہے اس سے وہ انکار نہیں کر سکتا۔ یہاں ایک بڑا فوجی افسر ہے ایک دن اُس کے ایک ماتحت افسر نے اُس سے کہا کہ میں نے خواب دیکھی ہے کہ احمدیت سچی ہے۔ اُس بڑے افسر نے یہ بات سن کر کہا کہ تم تو خواب دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائے اور میں نے تو کوئی خواب بھی نہیں دیکھی پھر تم مجھے کس طرح کہتے ہو کہ میں احمدیت کو قبول کر لوں۔ تو حقیقت یہی ہے کہ جب کوئی شخص احمدیت کی صداقت کے متعلق خواب دیکھ لیتا ہے تو اُس کے بعد خواہ وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے بیعت نہ کرے وہ احمدیت کی صداقت کا اپنی ذات میں ایک ثبوت بن جاتا ہے اور جب بھی وہ کسی کے سامنے اپنی خواب بیان کرتا ہے دوسرا اُسے شرمندہ کرتا ہے کہ تُو بڑا بزدل ہے کہ اتنی واضح خواب دیکھنے کے بعد بھی تُو ایمان نہیں لایا۔

بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کے تصرّفات ہیں اور انہی ذرائع سے وہ اپنے زندہ ہونے کا ثبوت مہیا کرتا رہتا ہے۔ اور جب تک لوگ خداتعالیٰ سے اپنا تعلق قائم رکھیں گے یہ سلسلہ چلتا چلا جائے گا اور احمدیت ''دن دونی اور رات چوگنی'' ترقی کرتی جائے گی۔ ابھی آپ لوگوں نے ''الفضل'' میں پڑھا ہوگا کہ افریقہ کے وہ حبشی جن کے ماتحت عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید انہیں عبادت کرنی بھی نہیں آتی وہ تہجّد تک باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس میں ذکر آتا ہے کہ فلاں دوست نمازِ تہجّد کے بعد کچھ دیر کے لیے لیٹ گئے تو انہوں نے یہ نظارہ دیکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باقاعدگی سے تہجد کی نماز پڑھتے ہیں۔ پھر انہوں نے ایسی ایسی سچی خوابیں دیکھی ہیں کہ پڑھ کر حیرت آتی ہے۔ ایک دوست بیان کرتے ہیں کہ ایک رات جب کہ میں نمازِ تہجد کے بعد کچھ دیر کے لیے لیٹ گیا۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ دو شخص جنہوں نے لمبے لمبے چوغے پہنے ہوئے ہیں آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مشرق سے آئے ہیں اور تمہیں بشارت دیتے ہیں کہ جس مہدی کا دیر سے انتظار کیا جا رہا تھا وہ آ چکا ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ہمارے شہید مولوی نذیر احمد صاحب علی (جو اس وجہ سے کہ خداتعالیٰ کے راستہ میں اُس کے دین کی خدمت کرتے ہوئے فوت ہوئے ہیں یقیناً شہید ہیں) وہاں آئے۔ انہوں نے اس وقت ویسا ہی لباس پہنا ہوا تھا جیسے خواب میں انہیں دکھایا گیا تھا۔ چنانچہ ان کی تبلیغ پر اس دوست نے بیعت کر لی۔

اِسی طرح ایک اَور دوست لکھتے ہیں کہ ان کے پِیر نے انہیں بتایا ہوا تھا کہ مہدی ظاہر ہو چکا ہے لیکن یہاں نہیں بلکہ کسی اَور ملک میں ظاہر ہوا ہے اور عنقریب اس کے ظہور کی خبر اس ملک میں بھی پہنچنے والی ہے۔ اس کے چند سال بعد مولوی نذیر احمد صاحب علی وہاں گئے جنہوں نے احمدیت کی تبلیغ کی اور وہ ایمان لے آیا۔

ایک اَور دوست نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسجد کے اردگرد سے گھاس اُکھیڑ رہا ہوں۔ پھر کچھ دیر آرام کرنے کے لیے میں ایک درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں مَیں نے کیا دیکھا کہ ایک اجنبی شخص قرآن کریم اور بائبل ہاتھ میں پکڑے ہوئے میری طرف آیا اور اُس نے مجھ سے باتیں شروع کر دیں۔ اس خواب کے

ایک ہفتہ بعد ٹھیک اسی طرح میں کدال ہاتھ میں لے کر مسجد کی صفائی کر رہا تھا کہ میں نے تھکان محسوس کی اور ایک درخت کے نیچے چلا گیا۔ ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ سامنے سے مولوی نذیر احمد صاحب علی آ گئے اور انہوں نے مجھ سے رہائش وغیرہ کے لیے جگہ دریافت کی۔ میں نے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہی وہ شخص تھے جو مجھے خواب میں دکھائی دیئے تھے۔ چنانچہ میں نے انہیں اپنا گھر رہائش کے لیے پیش کر دیا۔ اس کے بعد میں نے اَور لوگوں کو بتایا کہ میں نے جو خواب دیکھا تھا وہ پورا ہو گیا ہے اور اب وہی دوست جنہیں میں نے رؤیا میں دیکھا تھا میرے گھر میں رہتے ہیں۔ چنانچہ ان کی تبلیغ پر اکثر لوگوں نے احمدیت قبول کر لی۔ غرض وہ ممالک جہاں کسی زمانہ میں عیسائیت غلبہ پا رہی تھی اب وہاں خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کھڑا کر رہا ہے جو سلسلہ کے لیے بڑی بڑی قربانی کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ان خوابیں دیکھنے والوں میں سے بعض ایسے ہیں جو ہمارے سلسلہ کے مستقل مبلغ ہیں۔

اسی طرح ایک اَور افریقن نوجوان کا میں نے ذکر کیا تھا کہ اُس نے یہ الفاظ کہے تھے کہ یہ تو ممکن ہے کہ دریا اپنا رستہ چھوڑ دے اور جس طرف بہہ رہا ہے اُس طرف کی بجائے اُلٹا بہنا شروع ہو جائے مگر یہ ممکن نہیں کہ میں احمدی ہوسکوں۔ مگر پھر وہی شخص احمدی ہوا اور اس نے ایسا اخلاص دکھایا کہ جب ایک عیسائی اخبار نے اعلان کیا کہ ہم تمہارا اخبار اپنے پریس میں چھاپنے کے لیے تیار نہیں۔ اگر تمہارے خدا میں ہمارے خدا سے بڑھ کر طاقت ہے تو وہ اپنی طاقت کا کوئی کرشمہ دکھائے۔ تو باوجود اِس کے کہ وہ پانچ سَو پونڈ پہلے دے چکا تھا اِس چیلنج پر اُس کی غیرت بھڑک اُٹھی اور اس نے ہمارے مبلغ سے کہا کہ آپ یہیں بیٹھیں میں ابھی واپس آتا ہوں۔ چنانچہ وہ اپنے گاؤں میں گیا اور اسی وقت پانچ سَو پونڈ لا کر اس نے دے دیا۔

اب ہمارے مبلغ کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے زندہ ہونے کا ایک اَور ثبوت بھی دے دیا اور وہ یہ کہ وہی پریس والا جس نے ہمارے مبلغ کو لکھا تھا کہ ہم تمہارا اخبار اپنے پریس میں چھاپنے کے لیے تیار نہیں۔ اسی پریس والے کا ہمارے مبلغ کو خط

آیا ہے کہ آپ ہمارے پہلے خط کو منسوخ سمجھیں اور اسی پریس میں اپنا اخبار چھپوا لیا کریں۔

غرض اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہمیشہ مدد کرتا چلا آیا ہے اور مدد کرتا چلا جائے گا۔ دوستوں کو چاہیے کہ وہ دعائیں کرنے، درود پڑھنے اور ذکرِ الٰہی کرنے کی عادت ڈالیں اور تقویٰ و طہارت اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ وہ خدا جو حبشیوں کو سچی خوابیں دکھا سکتا اور اُن پر الہام نازل کر سکتا ہے جن کے متعلق انگریزی کتابوں میں یہاں تک لکھا ہے کہ بعض حبشی ایسے کُند ذہن ہوتے ہیں کہ پندرہ پندرہ، بیس بیس سال تک انہیں پڑھایا جاتا ہے مگر جب وہ پچیس سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ وہ تمہیں کیوں سچی خوابیں نہیں دکھائے گا اور تم پر اپنا الہام کیوں نازل نہیں کرے گا۔ مگر یہ اِسی طرح ہو سکتا ہے کہ جب تم بھی تہجد پڑھو اور درود پر زور دو اور دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کی عادت ڈالو۔

میں نے پچھلے دنوں جماعت کے نوجوانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی جس پر میں نے دیکھا کہ بیسیوں نوجوانوں کے مجھے خط آنے شروع ہو گئے کہ ہم نے فلاں خواب دیکھی یا فلاں کشف دیکھا ہے یا فلاں الہام ہم پر نازل ہوا ہے۔ پس اگر آپ لوگ تقویٰ و طہارت اپنے اندر پیدا کریں اور دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کی عادت ڈالیں اور تہجد اور درود پر التزام رکھیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً آپ لوگوں کو بھی رؤیائے صادقہ اور کشوف سے حصہ دے گا اور اپنے الہام اور کلام سے مشرف کرے گا اور زندہ معجزہ درحقیقت وہی ہوتا ہے جو انسان کی اپنی ذات میں ظاہر ہو۔ بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزے بھی بڑے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے بھی بڑے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے بھی بڑے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے بھی بڑے ہیں۔ مگر جہاں تک انسان کی اپنی ذات کا سوال ہوتا ہے اس کے لیے وہی معجزہ بڑا ہوتا ہے جس کا وہ اپنی ذات میں مشاہدہ کرتا ہے۔ دوسرے معجزات کے متعلق تو وہ خیال کر سکتا ہے کہ شاید ان کے بیان کرنے میں کوئی غلطی ہو گئی ہو مگر جو خواب اُس نے آپ دیکھی ہو یا جو کشف اس نے خود دیکھا ہو اس کے متعلق وہ کوئی بہانہ نہیں بنا سکتا۔ اسے بہرحال ماننا پڑتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ چونکہ پہلے تمام انبیاء ہمارے بزرگ ہیں اور ان کے معجزات کی تعداد

بہت زیادہ ہے ہم ان کے معجزات کو بڑے معجزات کہتے ہیں لیکن حقیقتاً وہ نشان جو اللہ تعالیٰ ہمیں براہِ راست دکھاتا ہے اور جس کا ہم اپنی ذات میں مشاہدہ کرتے ہیں وہ ہمارے نقطۂ نگاہ سے زیادہ شاندار ہوتا ہے کیونکہ ہمیں اپنی خوابوں یا کشوف یا الہامات کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہو سکتا مگر دوسروں کے متعلق شبہ ہوسکتا ہے کہ شاید اس کا کوئی حصہ راوی بھول گیا ہو۔ یا اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی اشتہار کا حوالہ دیا ہو اور اس میں اپنے کسی نشان کا ذکر کیا ہو تو کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ وہ اشتہار میرے پاس نہیں۔ معلوم نہیں اس میں وہ بات درج بھی ہے یا نہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مشہور کشف ہے جس میں میاں عبداللہ صاحب سنوری کے کپڑوں پر سرخی کے چھینٹے گرے تھے۔ اب خواہ یہ کتنا بڑا معجزہ ہو دوسرے کے دل میں شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ کہیں میاں عبداللہ صاحب سنّوری نے جھوٹ نہ بولا ہو یا سرخی کے یہ چھینٹے کسی اَور وجہ سے پڑ گئے ہوں اور انہوں نے اپنے پِیر کی طرف منسوب کر دیا ہو۔ پس دوسروں کے معجزات خواہ کتنے بڑے ہوں انسان کو ان کے متعلق شبہ ہو سکتا ہے لیکن جو نشان اپنی ذات میں ظاہر ہوتا ہے اس کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔ دوسرے کے متعلق تو کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے اس نے جھوٹ بولا ہو مگر اپنے متعلق وہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ شاید میں نے جھوٹ بولا ہو۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے انسان اپنے متعلق شبہ کرنے لگے کہ میرا وجود کوئی نہیں یا یہ خیال کرنے لگے کہ میں کوئی اَور آدمی ہوں۔ جس طرح اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا اِسی طرح وہ خواب جو انسان نے خود دیکھا ہو یا وہ نشان جو خود اس کی ذات میں ظاہر ہوا ہو اس کے متعلق وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ شاید وہ جھوٹا ہو یا شاید اس کے متعلق مجھے کوئی غلط فہمی ہوگئی ہو۔

کل ہی ہم ہنس رہے تھے کہ ''نوائے وقت'' کے نمائندہ نے چودھری محمد علی صاحب وزیرِ اعظم پاکستان کی طرف منسوب کر کے کوئی بات کہی جس کی وزیرِاعظم نے تردید کر دی مگر لطیفہ یہ ہے کہ ''نوائے وقت'' نے اس تردید کو شائع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے نامہ نگار نے کہا ہے کہ اسے کوئی غلط فہمی ہوگئی ہے حالانکہ اس میں غلط فہمی کا کیا سوال تھا۔ صاف بات تھی کہ یا تو ''نوائے وقت'' کا نمائندہ چودھری محمد علی صاحب کو ملا تھا یا نہیں ملا تھا۔

اگر نہیں ملا تھا اور جیسا کہ وزیراعظم نے کہا ہے وہ اُن سے نہیں ملا تو اِس میں غلط فہمی کی کونسی بات ہوگئی۔ غلط فہمی تو تب ہوتی جب مثلاً اُسے اُن کی شکل کے متعلق شُبہ پڑ جاتا۔ وہ کسی اَور شخص سے جا کر ملتا اور اُسے غلط فہمی ہو جاتی کہ میں چودھری محمد علی صاحب سے ملا ہوں مگر جب وہ چودھری محمد علی صاحب سے ملا ہی نہیں اور جب انہوں نے نوائے وقت کے نمائندہ سے کوئی بات ہی نہیں کی تو اسے غلط فہمی کس بات میں ہوگئی۔ تو نبی خواہ کتنا بڑا ہو اُس کے معجزات کے متعلق انسان کو کچھ نہ کچھ شُبہ ہوسکتا ہے مگر اپنے متعلق اسے کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ دیکھ لو حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کتنے بڑے نبی ہوئے ہیں اور انہوں نے کتنے بڑے معجزات دکھائے ہیں مگر قرآن کریم بتاتا ہے کہ جب بھی کفار نشانات کا ذکر سنتے وہ یہی کہا کرتے تھے کہ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔[2] یہ تو وہی کہانیاں ہیں جو ہم نے اپنے باپ دادا سے سنی ہوئی ہیں۔ ہمیں کیا پتا کہ یہ درست بھی ہیں یا نہیں۔ لیکن درحقیقت یہ ان کی بے عقلی کی بات ہوتی ہے کیونکہ جب انہیں یہ کہا جائے کہ تم خداتعالیٰ کے کلام پر ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں ہم تو اپنے ماں باپ کے طریق کو نہیں چھوڑ سکتے اور جب ان کے سامنے خداتعالیٰ کی آیات اور اس کے نشانات پیش کیے جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا بھی ایسی ہی باتیں کیا کرتے تھے اور اس طرح وہ اُن نشانات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے تھے۔ لیکن اگر نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ سے ہزارویں حصہ کے برابر بھی ان کو خوابیں آ جاتیں تو کیا وہ انہیں جھوٹا کہہ سکتے تھے؟ وہ کہتے ہم نے خود خوابیں دیکھی ہیں یہ جھوٹ کس طرح ہوسکتی ہیں۔

صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کو دیکھ لو انہوں نے جب احمدیت قبول کی اور وہ قادیان میں کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد کابل واپس گئے تو وہاں کے گورنر نے انہیں بلایا اور کہا کہ توبہ کر لو۔ انہوں نے کہا میں توبہ کس طرح کروں جب میں قادیان سے چلا تھا تو اُسی وقت میں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ مجھے ہتھکڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ پس جب مجھے خدا نے کہا تھا کہ تمہیں اِس راہ میں ہتھکڑیاں پہننی پڑیں گی تو اب میں ان ہتھکڑیوں کو اُتروانے کی

کس طرح کوشش کروں۔ یہ ہتھکڑیاں میرے ہاتھوں میں پڑی رہنی چاہییں تا کہ میرے ربّ کی بات پوری ہو۔ اب دیکھو! انہیں یہ وثوق اور یقین اسی لیے حاصل ہوا کہ انہوں نے خود ایک خواب دیکھا تھا۔ اسی طرح خواہ کوئی کتنا ہی قلیل علم رکھتا ہو اگر وہ کوئی خواب دیکھ لے تو بزدلی کی وجہ سے وہ اُس کو چھپا لے تو اَور بات ہے ورنہ اپنی جھوٹی خواب پر بھی اُسے اِس سے زیادہ یقین ہوتا ہے جتنا اسے نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر یقین ہوتا ہے۔ بیشک سب مسلمان قرآن کریم کی سچائی پر اپنے دل سے ایمان رکھتے ہیں مگر جسے خود کوئی خواب آ جائے یا وہ کوئی کشفی نظارہ دیکھ لے اسے اس خواب اور کشف پر دوسرے معجزات اور الہامات سے زیادہ یقین ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے زندہ معجزات انسان کے ایمان کو بہت زیادہ تازہ کرتے ہیں بہ نسبت اُن معجزات اور نشانات کے جو بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں اور پہلے صلحاء واولیاء اور اللہ تعالیٰ کے مامورین نے دکھائے ہوتے ہیں۔ پس مومن کو اپنی ذات میں بھی معجزات دیکھنے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کو بڑھائے اور اس کے اندر ایک نیا یقین اور نئی معرفت پیدا کرے"۔ (الفضل 22 جولائی 1956ء)

---

1 : دوتہیاں: (دو تہی) ایک قسم کا دوہرا دوعرض کا موٹا کپڑا جس کے کنارے نیلے سرخ ہوتے ہیں اور جو دری کے اوپر یا چادر کے نیچے بچھایا جاتا ہے۔ استر والا کپڑا۔
(اردو لغت تاریخی اصول پر جلد 9 صفحہ 587 کراچی دسمبر 1988ء)

2 : الانعام: 26